کامیابی کیلئے دعویٰ کے مطابق عمل ضروری ہے

(فرمودہ ۲۴-جولائی ۱۹۱۴ء)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:-

وَ اِذْ اَخَذْ نَا مِيْثَا قَكُمْ وَ رَ فَعْنَا فَوْ قَكُمُ الطُّوْرَ خُذُ وْا مَآ اٰ تَيْنٰكُمْ بِقُوَّ ةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْ نَ- ثُمَّ تَوَ لَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ [۱]

پھر فرمایا:-

منہ سے ایک بات کا دعویٰ کرنے اور اس پر عمل کرکے دکھانے میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے اگر انسانوں کے زبانی دعووں پر جائیں تو یہ دنیا کچھ اور کی اور ہی بن جائے بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی سے بڑے پیار اور محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو دشمن ثابت ہوتے ہیں اس لئے اگر ہر ایک کے دعویٰ پر یقین کرلیا جائے تو دنیا میں اندھیر پڑجائے ہر ایک شخص کے دعویٰ کا تجربہ اس کے عمل کے بعد ہوتا ہے جو لوگ کسی بات پر یونہی یقین کرلیتے ہیں وہ اکثر دھوکا کھاتے ہیں-اپنے منہ سے تو یہودی' عیسائی' ہندو' مسلمان سب ہی کہتے ہیں کہ ہم نجات پاجائیں گے- ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ کا تعلق ہے- لیکن ان سب میں سے کس کس کی بات مانی جائے- دراصل اسی کی بات ماننے کے قابل ہے جو اپنی بات کی تائید اپنے عمل سے کرتا ہے- اور جو عمل سے تائید نہیں کرتا وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی بات مانی جائے-

پاگل اور عقلمند میں فرق: مَیں ہمیشہ اس بات پر غور کیا کرتاہوں کہ پاگل اور عقلمند میں کیا فرق ہوتاہے تو مجھے یہی بات ثابت ہوئی ہے کہ پاگل وہی ہوتاہے جو ایک بات کا دعویٰ تو کرے لیکن عمل سے اس کو ثابت نہ کرے۔ اور دانا وہ ہوتاہے جو جس بات کا دعویٰ کرے اس کو عمل سے ثابت کردے۔ مثلاً اگر ایک شخص کہے کہ مَیں بادشاہ ہوں اور دراصل وہ بادشاہ نہ ہو تو لوگ اس کو پاگل کہیں گے لیکن اگر ایک شخص اپنے آپ کو بادشاہ کہے اور فی الواقع وہ بادشاہ ہو تو اس کو کوئی پاگل نہیں کہے گا۔ اسی طرح وہ شخص جو ٹھیکریوں کو روپے اور اینٹوں کو سونا چاندی کہے پاگل ہوتاہے لیکن روپوں کو روپے اور سونے چاندی کو سوناچاندی کہنے والے کو کوئی پاگل نہیں کہتا۔ پس یہی پاگل اور عقلمند میں فرق ہوتاہے۔ لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ اکثر لوگ نیک اور متقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ نہیں ہوتے تودنیا انہیں پاگل نہیں کہتی۔ حالانکہ اس پاگل اور اس پاگل میں (جس کولوگ پاگل کہتے ہیں) کوئی فرق نہیں ہوتا۔ وہ بھی ایک دعویٰ کرتاہے جس کا ثبوت اس کے پاس نہیں ہوتا اور یہ بھی متقی اور پرہیزگار ہونے کا دعویٰ کرتاہے جس کو اپنے عمل سے ثابت نہیں کرسکتا۔

وعدہ پر قائم رہنا: اسی طرح بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو وعدہ توکرتے ہیں لیکن اپنے وعدہ پر قائم نہیں رہتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے وعدوں کے مطابق کررہے ہیں لیکن ان کا عمل ان کی بات کی تصدیق نہیں کرتا۔ دوسری قوموں کو کیا کہنا ہے۔ مسلمانوں کو ہی دیکھ لو کہ ایک مسلمان کتنے وعدے کرتاہے۔ پہلے کلمہ پڑھتاہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ یہ کتنی بڑی شہادت ہے۔ کہتا ہے کہ مَیں خدا کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتا۔ تمام طاقتیں، خوبیاں اور بڑائیاں اسی کیلئے ہیں۔ مَیں کسی کو خدا تعالیٰ ایسی عزت نہیں دیتا۔ کسی کو اس سے زیادہ طاقتور نہیں سمجھتا۔ لیکن باوجود یہ باتیں کہنے کہ کہیں عزت کی وجہ سے، کہیں نفس کی خواہشات کی وجہ سے، کہیں عہدہ حاصل کرنے کی غرض سے سازشیں کرتاہے۔ جھوٹ، غیبت، چوری، ڈاکہ زنی قتل اور طرح طرح کے فسق و فجور کرتاہے اور پھر کہتاہے کہ مَیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا قائل ہوں۔ کنچنیاں بھی باوجود اس قدر گندی اور پلیدی کے یہی کہتی ہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ ہم مسلمان ہیں۔ جیل خانوں میں اگر خطرناک سے خطرناک جرم کے قیدی سے بھی پوچھا جائے تو وہ بھی یہی کہتاہے کہ مسلمان ہوں۔ حالانکہ مسلم وہ ہوتاہے جس

کے دل میں خداتعالیٰ کی مرضی کے خلاف کسی چیز کی عظمت، محبت، طلب اور پیار نہ ہو۔ لیکن ایک شخص تمام افعال بد کرتاہوا بھی یہی کہتاہے کہ مَیں مسلمان ہوں تو یہ کہاں مسلمان ہوسکتاہے۔

رسول کریم ﷺ کو ماننا: پھرایک شخص محمدؐ رسول اللہ کہتا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کو مَیں مانتاہوں۔

لیکن صریحاً آپؐ کے احکام کی خلاف ورزی کرتاہے اور پھر کہتاہے کہ مَیں مسلماں ہوں۔ تو بہت منہ سے بہت کچھ کہتے ہیں لیکن کرتے نہیں۔ یہی وجہ اسلام کے تنزل کی ہے کہ مسلمان باوجود لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرتے ہوئے کہ ہم خدا سے ہی محبت رکھتے ہیں اور کسی سے نہیں رکھتے اوروں سے تعلق رکھنے لگے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے احکام پر عمل کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے ان کی پرواہ نہ کرنے لگے اور اپنے نفس، ماں، باپ، حاکم، دوست وغیرہ کا تو حکم مانتے ہیں لیکن اگر کسی کا حکم نہیں مانتے تو ہمارے رسول کریم ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔ کہنے کو تو سب کہتے ہیں کہ ہم متقی ہیں، پرہیز گار ہیں، ہمارا خداتعالیٰ سے تعلق ہے لیکن جس شرط کی وجہ سے وہ مسلمان کہلاتے ہیں جب اس کو پورا نہیں کرتے تو وہ مسلمان کس طرح ہوسکتے ہیں اور خداتعالیٰ کاان سے تعلق کیونکر ہوسکتاہے بلکہ یہ تو سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ پہلی قوموں کو اسی عادت نے تباہ کیاکہ جو کچھ وہ کہتی تھیں وہ کرتی نہ تھیں۔ مسلمان بھی اسی وجہ سے تباہ ہوئے ہیں۔ اب مسلمان اس وقت تک کبھی ترقی نہیں کرسکیں گے جب تک کہ جو کچھ منہ سے کہتے ہیں وہ عمل سے نہ کر دکھائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتاہے کہ ہم نے یہودیوں سے پکا عہد لیا اور بحالیکہ وہ طور کے دامن میں تھے کہا جو کچھ تم کو دیا جاتاہے اس کو مضبوط پکڑنا اوران باتوں کو خوب یاد رکھنا تاکہ تم عذاب سے بچو۔ لیکن پھرتم اس کے بعد پھرجاتے ہو۔ تَوَلَّیْتُمْ کی مثال مسلمانوں کے اعمال میں ہے۔ کہ وہ خدا کے حضور پانچ وقت اقرار کرتے ہیں۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ [۲]۔ ہم تیرے ہی فرمانبردار ہیں اور تیرے حکم کے خلاف کچھ نہیں کریں گے مگر پھر مسجد سے نکلتے ہی احکام الٰہی کی خلاف‌ورزی شروع کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتاہے کہ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی اور تم کو تمہارے اعمال کی وجہ سے سزا دی جاتی تو تم بڑے گھاٹا پانے والوں میں سے ہوتے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی شرارتوں کی وجہ سے سزادینا شروع کرے تو کوئی بھی دنیا

میں نہ بچ سکے۔ خداتعالیٰ کا رحم اور فضل ہوتا ہے کہ ڈھیل دیتا ہے۔ پس شریف وہی ہوتا ہے جو رحم کو دیکھ کر فائدہ اُٹھائے اور سزا سے بچے۔

دُعا: خدا کرے تم سب لوگ شریف بنو۔ اور خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کو دیکھ کر اپنے اندر اصلاح پیدا کرو۔ اگر خدا ہماری غلطیوں کو دیکھ کر پکڑتا نہیں تو یہ اس کی ستاری ہے۔ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اصلاح کرلو اور جو وعدے کئے ہیں ان پر قائم رہو۔ اور خداتعالیٰ سے دعا کرتے رہو کہ اے الٰہی! جو ہم نے وعدے کئے ہیں ان کے پورا کرنے کی آپ ہی ہمیں توفیق دینا، ہم تو بہت کمزور ہیں۔

(الفضل ۳۰-جولائی ۱۹۱۴ء)

---

۱ البقرة: ۶۴، ۶۵　　　۲ الفاتحة: ۵